مولانا عبدالقیوم حقانی ۔ فاضل و مدرس دارالعلوم حقانیہ

اشتراکیت کے ظالمانہ اور استحصالی نظام کی ترویج، علامات اور خطرات

- پاکستان میں سمرقند اور تاشقند کا کھیل کھیلنے کے منصوبے
- اشتراکی نظام کی بے رحم کڑیاں
- سماج دشمن عناصر کی مذموم سرگرمیاں اور بعض پردہ نشینوں کا شرمناک کردار
- اقتصادی بحران کی تشویشناک صورت حال
- علماء حق اور دینی قوتوں کے خلاف غلیظ پروپیگنڈہ
- سرمایہ داری اور اشتراکیت کا نقطۂ وحدت
- سب کی پسند کی شریعت اور حکومت کی ناعاقبت اندیشی

ملک کی تازہ ترین سیاسی صورت حال، سرحدات پر منڈلانے والے خطرات کے بادل، روسی کابل جہازوں کی روزانہ پاکستانی سرحدات کی خلاف ورزیاں، وحشیانہ بمباری اور سینکڑوں بے گناہ معصوم شہریوں کا لقمۂ اجل بن جانا، سندھ میں علیحدگی پسند عناصر کا راج ۔ بلوچستان اور سرحد میں سرخ انقلاب کی علی الاعلان ترغیب ۔ لادین عناصر کا باہمی اتحاد ۔ روسی لابی کے ایجنٹوں کا مسلسل متحرک رہنا ۔ ملک کی اہم سیاسی شخصیتوں کا علی الاعلان روسی حکومت اور وہاں کے نظام کے گن گانا ۔ بعض اہم سیاسی لیڈروں کا جہاد افغانستان میں روسی موقف کی حمایت، مذہبی اور دینی جماعتوں کا باہمی سرپھٹول پھر ہر ہر جماعت کی متعدد ٹولیوں میں تقسیم در تقسیم، ذاتی انا اور سیاسی مفادات کے تحفظ کے پیش نظر دینداروں اور علماء سے اعراض مگر بے دینوں اور فساق سے اتحاد ۔ سیاسی فضاؤں اور ہواؤں کے رخ میں بہہ کر نفاذِ شریعت تک کی مخالفت کر ڈالنا اور پھر بھی دامن پاک دکھانا ۔ صدر ضیاء الحق کے اسلامائیزیشن کی ریورسنگ اور وزیر اعظم محمد خان جونیجو کا ایسی شریعت کے نفاذ کا اعلان جو سب (دہریوں، کمیونسٹوں، بے دینوں، شیعوں پرویزیوں، مرزائیوں، امریکیوں، روسیوں) کے لئے قابلِ قبول ہو ۔ حکمرانوں سمیت اہم سیاسی لیڈروں کی منافقت اور گرگٹی چالیں، ملک میں عام بیروزگاری، اشیائے ضرورت کی کمیابی اور ملک کا سیاسی اور اقتصادی بحران بظاہر یہ سب علامات اور نشانیاں اشتراکی فکر و نظریہ اور اس کے استحصالی نظام کے خطرناک غلبہ و استحکام کی خبر دے رہے ہیں اس کی آمد سے پہلے جو نشانیاں بالعموم ظاہر ہوتی ہیں یا بربادی اور ہلاکت کی جن نشانیوں کے جلو میں یہ آتا ہے وہ زیادہ واضح ہوتی جارہی ہیں ۔ کہ روسی درندوں ۔ اس کے فکری ہمنوائی کارندوں اور ایجنٹوں نے پاکستان کی مقدس سرزمین کو بھی سرخ فوج سے تاخت و تاراج کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے ۔ اور یہاں بھی اسلام اور مسلمانوں کا وہی حشر بپا کرنا چاہتے ہیں جو سمرقند بخارا اور تاشقند یا دیگر اسلامی ہیں ہو چکا ہے ۔

اشتراکی نظریات اور مظالم اور کمیونزم کی یلغار کے لئے جو دواعی او رعلامات ابھر ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔ ان میں پہلی علامت ملک کا اقتصادی بحران اور ہرآن بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور ضروریات زندگی کی کمیابی ہے معاشی حالات دن بدن خراب تر ہوتے جارہے ہیں اور اب پاکستانی روپے کی قیمت گر جانے سے اس نے مزید تشویشناک صورت اختیار کر لی ہے حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشی اور سیاست دانوں کی بے جا ہٹ دھرمیاں مستقل اندیشیوں کی ماننا بن گئی ہیں۔

معاشی بدحالی اور بے روزگاری کے مہیب سایوں میں جرائم اور دوسری معاشرتی بیماریاں کثرت سے جنم لے رہی ہیں رشوت ستانی اور نوجوانوں میں معاشرے اور اخلاقی اقدار سے بغاوت کے رجحانات بڑی تیزی سے ابھرنے لگے ہیں ملکی پیداوار میں تشویشناک نقصان کی وجہ سے متوسط اور غریب طبقوں کی کمر ٹوٹی جارہی ہے۔ ان کے لئے آرام اور سکون سے زندگی بسر کرنا تو کجا جسم اور روح کا رشتہ قائم رکھنا بھی دوبھر ہوگیا ہے۔ ملک کے ایسی اندوہناک معاشی حالات اشتراکیت کے عفریت اور آنے والے سرخ انقلاب کے خطرے کی دہائی دے رہے ہیں۔

اشتراکی نظام کی نشرو ترویج و اشاعت اور غلبہ و اپنائیت کی دوسری علامت ملک کے سیاسی حالات ہیں جو معاشی حالات سے بھی دگرگوں ہیں۔ سرکاری ادارے ہوں یا سیاسی پارٹیاں، سب کے مغربی طرز فکر اور لادین جمہوریت کے فروغ کے پیش نظر عوام یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ان کی حیثیت کسی آزاد رائے دہندہ کی نہیں۔ بلکہ بھیڑ بکریوں کی سی ہے۔ جنہیں الیکشنی ریلے میں شورش پسند قوتیں اپنی مرضی سے جس طرف چاہتی ہیں ہانک کرلے جاتی ہیں۔ عوام کے وجود کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ان کا ریلا طالع آزماؤں اور اقتدار کے حریصوں کو بہا کر مسند اقتدار سے ہمکنار کردے۔ عوام کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ انہیں چالیس سال سے آزادی کے باوجود بہرطور غلام ہی رہنا ہے اور ان کا کام صرف اور صرف بد سے بدتر انقلاب لانا اور مسلسل فسطائیت کی راہ ہموار کرنا ہے۔ نااہل انتظامیہ اور بیوروکریٹس نے فسطائیت کے رجحانات رکھنے والی اقلیت کو اکثریت کی گردنوں پر بڑی آسانی سے مسلط ہونے کی قوت بہم پہنچائی ہے۔ ہر قسم کے بدترین انقلاب کا پیش خیمہ بدقماش نوکرشاہی کا وجود رہا ہے۔ اپنے ملک کی معاشرتی صورت حال میں ذرا جھانک جھانک کر نظر ڈالیے۔ عوام کی عزت اور آبرو کے تحفظ کا کوئی معقول انتظام نہیں۔ انہیں ہر وقت جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اپنے جائز حقوق بھی بھاری رشوت دیئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتے۔ غنڈوں اور بدکرداروں کو سرعام لوگوں پر دست تطاول دراز کرنے کی اجازت ہے معصوم بچوں اور بے بس عورتوں کا اغوا، ڈاکہ زنی، قتل و غارت زندگی کے عام معمولات بن گئے ہیں۔ سماج دشمن عناصر کی مذموم سرگرمیوں میں بڑے بڑے پردہ نشینوں کو بڑی بڑی رقموں میں خریدا جاچکا ہے۔ اشتراکی کارندے اپنے ایجنٹوں سے قصداً ایسے حالات پیدا کرکے عوام کو اس بات کے سجھائی دینے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اشتراکی

نظام کی بے رحم جکڑ بندیوں کو بھی عافیت کا حصار سمجھ کر اس کے تحت رہنا اور اس کو اپنانا آسانی سے گوارا کر سکیں۔

غیر فطری اشتراکی انقلاب کے غلبہ و توسیع کی ایک بڑی علامت عوامی جذبات میں انتشار، ہیجان اور اشتعال اور چھوٹے بڑے سیاسی لیڈروں کی چالبازیاں اور اشتعال انگیزیاں ہوا کرتی ہیں۔ جس سے عوام کی سمجھ بوجھ اور غور و فکر کی صلاحیتوں کو بالکلیہ مفلوج کر دیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں اشتراکی کارندوں کی پہلی چال یہ ہوتی ہے۔ کہ ملک میں ایسے افراد یا جماعتیں جنہیں عوام سننا گوارا کرتے ہیں یا ان کا عوام میں علمی اور دینی اثر رسوخ ہوتا ہے انہیں نہایت ہی ذلیل ہتھکنڈوں کے ساتھ معاشرے میں بدنام کر دیا جاتا ہے۔ ملک کی حالتِ زار تمہارے سامنے ہے علماء حق کا جو قافلہ تحریک نفاذ شریعت کا علم لے کر مثبت اور تعمیری سیاست کے ساتھ غلبہ دین کا کام کرنا چاہتے ہیں حکومتی اور اشتراکی کارندے اور بعض سیاسی لیڈر دانستہ یا نادانستہ طور پر انہیں ملک و ملت کے غدار، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ایجنٹ۔ عوام کے دشمن، قومی مفادات کے مخالف، اقتدار کے حریص، طالع آزما، سرکار مدار کے محافظ اور خدا جانے کس کس حیثیت سے پیش کر رہے ہیں۔ ان کی اس قسم کی تقریروں تحریروں اور اخباری بیانات سے غرض بس اتنی کچھ ہے کہ معاشرہ میں علماء حق کا استخفاف کر کے کسی اسلامی انقلاب کی رہی سہی قوتیں بھی دفن کر دی جائیں۔ اشتراکی انقلاب کے بارے میں یہ بات بطور اصول یاد رہے کہ یہ انقلاب کیسے حالات میں آتا ہے جب ملک علماء اور مذہبی قائدین کے وجود سے خالی ہو اس لئے اشتراکیت کے علمبردار دینی قوتوں کو کچلنے یا اپنے ریلے میں ساتھ لے بہانے کے لئے پوری قوت صرف کر دیتے ہیں جس کا مقصد ملک کو قیادت اور نظام کے اعتبار سے ویرانہ بنانا ہوتا ہے۔ تاکہ اس کی پہنائیوں میں ایک ہی آواز گونجے۔ کبھی وہ جمہوریت کی شکل میں ہوگی کبھی انتقال اقتدار کی شکل میں، کبھی عوامی بھلائی کی شکل میں، کبھی دینی قوتوں اور نفاذ شریعت کی تحریک کو کچلنے کی شکل میں۔

غرض یہ ہوتی ہے کہ عام لوگ کسی ایک آواز کے پیچھے دیوانوں کی طرح چلتے رہیں۔ اور ان سے اپنے اسلامی فکر و ذہن اور تعلیم و سیاست چھڑا دی جائے۔ اسی نقطہ نظر سے ہمارے ملک میں اشتراکی کارندوں نے جو کام کیا ہے وہ منطقی لحاظ سے گویا اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے۔ عوام میں یاس اور قنوطیت پھیلائی جا چکی ہے۔ موجودہ جمہوری دور میں بھی انسانوں کو حیوانوں کی طرح جکڑ کر رکھنے اور نپے تلے چارے پر زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے مگر یاد رہے کہ یاس و قنوط اور مایوسی کے اس فرسودہ نظام کو مسلمان قوم کسی طرح بھی اپنانے کے لئے تیار نہیں۔ جن کے نزدیک مایوسی کفر اور انسان اس کائنات میں خدا کا نائب ہے۔ اشتراکیت کے لئے ہر لحاظ سے موزوں اور راس آنے والا ماحول کسی ملک میں لوگوں کے فکری کے اعتبار سے تہی دامنی، تخیل افکار کا بے کار ہو جانا اور ان کی آب و تاب کا بالکلیہ مسلوب ہو جانا ہوتا ہے۔ روس کے اکثر حصے فکری اعتبار سے چٹیل میدان بن گئے تھے اور بعض حصوں میں فکری وحدت کو پارہ پارہ کر کے انتشار اور فکری تشتت کے خیمے گاڑ دئے گئے تھے۔ جس کی وجہ سے مارکسی نظریہ روس جیسے زرعی

ملک کے لوگوں کو اپنائے بغیر دوسرا کوئی چارہ نہ رہا۔ ہمارے ملک میں بھی اسی تجربہ کو دہرایا جا رہا ہے قیادت کے اعتبار سے اسے ویرانہ بنا دینے کی کوششیں عروج پر ہیں۔ سیاسی مدبرین، بلند پایہ مفکرین، اسلامی انقلاب کے داعیین اور نفاذِ شریعت کے مخلص محرکین کو جھوٹے پروپیگنڈے اور غلیظ سیاست کی ناپاک چھینٹوں سے داغدار کر کے قوم کے اندر قومی معاملات میں حسن و قبح کی تفریق مسائل کو سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیتیں اور غور و فکر کی صحیح آزادی کے راستے مسدود کر کے اشتراکی عفریت کے درآنے کی راہ صاف کی جا رہی ہے۔

دوسرے اشتراکی ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی چند سر پھروں نے اشتراکیت کی راہ ہموار کرنے کے لئے احمقانہ جد و جہد کو بام عروج پر پہنچا دیا ہے جس سے قوم کے اندر ایک خوفناک کشمکش شروع ہو گئی ہے مگر انہیں کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا کرنے کا یارانہ ہوا کہ آیا واقعۃً بھی یہ نظریاتی مملکت اور یہاں کے باشندوں کی فضا اشتراکیت کے لئے موزوں بھی ہے؟ فرانس اور برطانیہ کا فکری ماحول مادیت سے عبادت ہے اور یہ بھی طے شدہ امر ہے کہ سرمایہ داری مادیت والحاد کا پہلا قدم اور اشتراکیت اس کا دوسرا قدم ہے اور یہ حقیقت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اشتراکیت، سرمایہ داری کے دائرے کو وسعت اور اس کے تسلط کو زیادہ مضبوط اور ہمہ گیر بنانے کا ظالمانہ پروگرام ہے۔ فکر و عمل کے میدان میں اس قدر یک جائی کے باوجود فرانس اور برطانیہ جیسی صنعتی اور مادی ممالک میں اسے پنپنے کی کوئی راہ نہ مل سکی، جب کہ اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان کے باشندوں کے فکر و عمل کے محرکات الحاد اور مادیت سے بالکل علیحدہ اور جداگانہ ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہاں اشتراکیت کو ٹھونسنے کی کوئی کوشش کی گئی تو سوائے کشت و خون کے دوسرا کوئی بھی نتیجہ برآمد نہ ہو گا۔ افغانستان کی تازہ صورت اس کی قطعی شاہد ہے۔

ایسے حالات میں ارباب بست و کشاد بالخصوص حکومت اور ملکی سیاست کے علمبرداروں کا سب سے پہلا اور بنیادی فرض یہ بنتا ہے کہ حالات کو ایسی ڈگر پہ پڑ جانے سے کنٹرول کریں جس سے اشتراکیت کے مادی نظام کو مسلمانوں میں فروغ حاصل ہو اشتراکی نظام میں انسانی سرگرمیوں کی جولانگاہ بڑی تنگ اور محدود ہوتی ہے۔ یہ احساس ان لوگوں میں پرورش نہیں پا سکتا جو روحانیت کے ناپیدا کنار وسعتوں سے آشنا ہوں اشتراکیت اور مادیت سے قنوطیت فروغ پاتی ہے۔ مگر اسلامی اور روحانی تعلیمات سے رجائیت کی پرورش ہوتی ہے۔

ایسے حالات میں ملک کے سیاسی اور اجتماعی نظام کے ارباب حل عقد کا یہ پہلا اور بنیادی فرض ہے کہ وہ اب مزید کسی بھی لیت و لعل اور تاخیر و تعطیل کے بغیر نظام شریعت کے مکمل نفاذ کا اعلان کر دیں جو خالق کائنات اللہ ج کا بھیجا ہوا جامع اور مکمل دین ہے جس میں دنیوی اور اخروی فلاح کے حصول کی ساری تدابیر موجود ہیں۔ یہی ایک راستہ ہے جس سے پوری نوع بشری فلاح اور کامرانی کی راہ پا سکتی ہے۔ مسلمان جو آج دنیا میں ناکام اور نامراد

ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں دین سے نسبت ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے دین کو پس پشت ڈال دیا ہے ایسے حالات میں وہ لوگ جو دین کے داعی اور اسلامی انقلاب کے حامی اور ملک میں نفاذ شریعت کے منشور سے وابستگی کا اعلان کرتے ہیں۔ تو انہیں بھی اپنی انفرادی اور اجتماعی مساعی کا محور صرف اور صرف نفاذ شریعت ہی کو بنالینا چاہئے۔ مغربی فکر کے حامیوں، سوشلسٹوں، کمیونسٹوں، دہریوں اور ملک کے اسلامی نظریات کے مخالف قوتوں کے ساتھ مل کر کسی صالح انقلاب کی توقع کرنا محض خوش فہمی اور طفل تسلی تو ہو سکتی ہے حقیقت پسندی نہیں۔ اور اگر حکومتی ارباب بست وکشاد اللہ اور رسولؐ کی شریعت کے بجائے سب کو خوش رکھنے والی شریعت اور اکبر کے دین الٰہی کے مثل کوئی ہمہ محبوب شریعت کی تلاش اور نفاذ کا اعلان کر رہے ہیں۔ تو قوم اسے بھی کسی عقلمندی یا واقعۃً حقیقت پسندی پر محمول کرنے کو تیار نہیں۔ ایسی شریعت کی تلاش اور نفاذ کی بات اگر فاتر العقلی نہیں تو ناعاقبت اندیشی ضرور ہے۔

بقیہ: صحبتے با اہل حق

اور اذیت کا ذریعہ نہیں بنتا۔ اور اگر ہمیں ان سے اذیت پہنچے گی تو وہ قصداً نہیں ہوگی۔ بلکہ انہیں خبر تک نہ ہوگی۔ فقہا نے لکھا ہے کہ آدمی کو راستے پر چلتے ہوئے محتاط رہنا چاہئے محتاط چلنا چاہئے کہیں چیونٹیوں کی اذیت کا ذریعہ نہ بن جائے۔

جب رات کو نیند نہ آئے ۱۶ر دسمبر۔ ایک صاحب نے عرض کیا، حضرت رات گئے تک نیند نہیں آتی۔ بے چین اور پریشان رہتا ہوں تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔

سوتے وقت درود شریف پڑھا کریں کہ درود شریف میں جامعیت ہے۔ دماغ کو سکون پہنچتا ہے نیند کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

۲۔ پریشانی ہو، خیالات اور وساوس ہوں اور نیند نہ آئے تو سوتے وقت یہ وظیفہ کثرت سے پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ۝